دفتر مقام معظم رهبری
www.leader.ir

رہبر معظم کا فلسطینی عوام کی حمایت میں ہونے والی بین الاقوامی کانفرنس سے خطاب - 4 /Mar/ 2009

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامی جمہوریہ ایران میں فلسطین کے دفاع کے سلسلے میں منعقد ہونے والے چوتھے اجلاس میں شرکت پرمیں آپ عزیز مہمانوں ، علماء و مفکرین ،سیاستمداروں اور مجاہدوں کو خوش آمدید کہتا ہوں ۔

اس اجلاس اور گذشتہ اجلاس کے دوران جو 15 سے 17 ربیع الاول سنہ 1427 ہجری قمری میں منعقد ہوا اہم اور فیصلہ کن واقعات رونما ہوئے ہیں جن کی وجہ سے مسئلہ فلسطین کا مستقبل تابناک تر ہوگیا ہے مسئلہ فلسطین کے سلسلے میں عالم اسلام کی اصلی ذمہ داریاں بہت واضح اورنمایاں ہوگئی ہیں۔ ان اہم واقعات میں سنہ 1427 ہجری قمری میں لبنان کی 33 روزہ جنگ اور غزہ کی 22 دن کی لڑائی میں اسلامی مقاومت کے ہاتھوں اسرائیلی حکومت کی خفت اور ذلت آمیز شکست نمایاں طور پر شامل ہیں۔

اب جبکہ اسرائیلی فوج دسیوں سال کی فوجی مشقوں اور امریکہ و بعض مغربی ممالک کی بےپناہ فوجی و سیاسی حمایت کے باوجود دو مرتبہ اسلامی مقاومت کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست کھا چکی ہے اسلامی مقاومت جسے ہتھیاروں پر نہیں بلکہ خدا وند متعال کی نصرت اور عوام کی حمایت پرسب سے زیادہ اعتماد ہے اس نے اسرائیل کی فوجی طاقت کے طلسم کو چکنا چور کردیا ہے۔ اسرائیلی حکومت اپنے تمام عریض و طویل فوجی ساز و سامن اور امریکہ و بعض مغربی ممالک اور عالم اسلام کے بعض منافقین کی بے دریغ حمایت کے باوجود اسلامی بیداری اور طاقت کے مقابلے میں شکست و ناکامی اور زوال کی جانب بڑھ رہی ہے امریکہ نے اسے پیشرفتہ ہتھیاروں سے مسلح کرکے اسے ناقابل شکست حکومت کے طور پرپہچنوانے کی بہت کوشش کی لیکن اسلامی مقاومت نے ان کی تمام کوششوں کو ناکام بنادیا۔

ادھر غزہ کے تاریخی واقعہ میں اسرائیلی مجرموں نے ہولناک جرائم کا ارتکاب کیا ہے

جن میں وسیع پیمانے پر عام شہریوں کا قتل عام ، گھروں ، مدرسوں، ہسپتالوں ، مسجدوں کی تباہی و ویرانی ، فسفور بموں اور بعض دوسرے ممنوعہ ہتھیاروں کا استعمال ، غذا اور طبی وسائل و ادویات کے ورود پر پابندی ، دو

سال سےسرحدوں کا محاصرہ اور بہت سے دوسرے جرائم نے ثابت کردیا ہے کہ اسرائیل اپنی اسی ابتدائی وحشی خصلتوں اور عادتوں پر باقی ہے اس کی وحشیانہ خصلتیں اسی طرح باقی ہے جس طرح اس نے ڈیرہ یاسین ، صبرا اور شتیلا کیمپوں مین فلسطینیوں کا قتل عام کیا تھا آج بھی وہ اسی طرح فلسطینیوں کا خون بہانے پر کمربستہ ہے اسرائیل ظلم و ستم کا خوگر ہے آج بھی فلسطینیوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنا رہا ہے اسرائیل کے دل میں اب بھی وہی ظلم اور وہی تاریکی موجود ہے اسرائیل اپنی انہی پالیسیوں پر عمل کررہا ہے بلکہ آج پیشرفتہ ہتھیاروں کی وجہ سے اس کے جرم و جنایت اور ظلم و فساد کا دائرہ مزید وسیع ہوگیا ہے۔

چاہے وہ لوگ جنھوں نے اسرائیل کے ناقابل شکست ہونے کا ہوّا کھڑا کرکےاس کے سامنے تسلیم ہونے کا ارادہ کرلیا ، چاہے وہ لوگ جنھوں نے اسرائیل کی دوسری اور تیسری نسل کے سیاستمداروں کو جرم و جنایت سے پاک و صاف ظاہر کرکے ان کے ساتھ پرامن زندگی بسر کرنے کا باطل خواب دیکھ رکھا تھا انھیں اب اپنی غلطی اور خطا کا احساس ہوجانا چاہیے۔ اولا: اسلامی مقاومت کا سرسبز پودا اس وقت تناور درخت میں تبدیل ہوگیا ہے امت اسلامی میں بیداری اور شعورکا جذبہ پیدا ہوچکا ہے اور اسرائیلی حکومت کی ناتوانی ، شکست اور زوال روز بروز آشکارتر ہوتا جارہا ہے۔ دوسرے یہ کہ اسرائیلی حکام میں درندگی اور وحشی گری کی خصلت میں کوئی تبدیل نہیں آئی ان میں ظلم و بربریت وہی ہے جو ابتدا میں تھی جب وہ طاقت کا احساس کریں گے تو ظلم وستم کرنے سے باز نہیں رہیں گے۔

فلسطین پر غاصبالہ قبضہ کو 60 سال گذرچکے ہیں۔ اس مدت میں تمام مادی وسائل اسرائیل کو فراہم کئے گئے ہیں ، مالی مدد ، پیشرفتہ ہتھیاروں کا ہدیہ ، سیاسی اور سفارتی سطح پر اسرائیل کی بےپناہ حمایت اور میڈیا کے وسیع پروپیگنڈے کے ذریعہ اسرائیل کو قوی بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن اسرائیل کے حامیوں کی ان کوششوں کے باوجود یہ مسئلہ حل تو نہیں ہوسکا بلکہ زمانہ گذرنے کے ساتھ مزید پیچیدہ ہوگیا ہے۔

فلسطین پر غاصبانہ قبضے کا بہانہ قرار پانے والے ہولوکاسٹ کے بارے میں سوال اور تحقیق سے متعلق مغربی و صہیونی ذرائع ابلاغ اور صہیونزم کی حامی حکومتوں کی برہمی و عدم تحمل ابہام اور تزلزل کی علامت ہے۔ اس وقت عالمی رائےعامہ کے سامنے صہیونی حکومت کی شروع سے اب تک کی سیاہ تاریخ کی سب سے بد ترین شکل موجود ہے اور اس کی پیدائش اور تشکیل کے بارے میں زیادہ سنجیدگی سے سوال اٹھنے لگے ہیں۔ مشرقی ایشیاء سے لاطینی امریکہ تک صہیونی حکومت پر ہونے والے فطری اور بے مثال اعتراضات اسی طرح دنیا کے ایک سو بیس ممالک منجملہ یورپ اور خود برطانیہ میں جو اس "شجرہ خبیثہ" کے معرض وجود میں آنے کا مقام ہے، مظاہروں کا سلسلہ اور ت33 روزہ لبنان کی جنگ کے دوران اسلامی مزاحمت کے لئے ہمدردی اور حمایت کا اظہار اس بات کا شاہد ہے کہ صہیونزم کے خلاف عالمی سطح پر مزاحمت شروع ہو گئی ہے جس کی نظیر پچھلے ساٹھ برسوں میں کہیں نہیں ملتی ۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ لبنان و فلسطین کی اسلامی مزاحمت دنیا کے ضمیر کو

بیدار کرنے میں کامیاب ہوئی ہے۔ یہ امت مسلمہ کے دشمنوں کے لئے بھی ایک سبق ہے جو طاقت کے استعمال اور سرکوبی کی پالیسی کے ذریعے ایک جعلی قوم و حکومت کی تشکیل کے خواہاں تھے اور وقت گزرنے کے ساتھ انہوں نے اسے نا قابل تردید حقیقت بنانے کی کوشش کی اور عالم اسلام کے ساتھ کی جانے والی اس زیادتی کو معمول کی بات قرار دینا چاہا، اسی طرح یہ امت مسلمہ بالخصوص غیور نوجوانوں اور بیدار اذہان کے لئے بھی ایک سبق ہے کہ وہ یاد رکھیں کہ پامال شدہ حق کی بازیابی کے لئے جد و جہد کبھی رائگاں نہیں جاتی اور اللہ تعالی کا وعدہ سچا ہے جس نے ارشاد فرمایا:

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَ إِنَّ اللَّهَ عَلى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ. الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلاَّ أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَ لَوْ لا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوامِعُ وَ بِيَعٌ وَ صَلَواتٌ وَ مَساجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيراً وَ لَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ.

اسی طرح ارشاد ہوتا ہے: إِنَّ اللَّهَ لا يُخْلِفُ الْمِيعادَ، اللہ تعالی نے فرمایا: وَ لَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ، خدا وند عالم کا ارشاد ہے: وَعْدَ اللَّهِ لا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَ لكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لا يَعْلَمُونَ، اللہ تبارک و تعالی فرماتا ہے: فَلا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ مُخْلِفَ وَعْدِهِ رُسُلَهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو انْتِقامٍ اس سے زیادہ واضح اور صریحی وعدہ کیا ہو سکتا ہے جس میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے: وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصَّالِحاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً يَعْبُدُونَنِي لا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئاً وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذلِكَ فَأُولئِكَ هُمُ الْفاسِقُونَ.

مسئلہ فلسطین کے سلسلے میں متعلقہ افراد کو ایک بڑی غلط فہمی یہ ہو گئی ہے کہ اسرائیل نام کا ایک ملک ساٹھ سالہ حقیقت ہے لہذا اسے تسلیم کر لینا چاہئے۔ میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ یہ لوگ آنکھوں کے سامنے موجود دیگر حقائق سے سبق کیوں نہیں لیتے؟ بالکان، قفقاز اور جنوب مغربی ایشیاء کے ممالک نے 80 سال تک اپنے تشخص سے محرومی اور سابق سویت یونین کا جزء رہنے کے بعد کیا اپنی حقیقی شناخت دوبارہ حاصل نہیں کر لی؟ تو پھر فلسطین جو عالم اسلام کا پارہ تن اور اٹوٹ انگ ہے، اسلامی اور عرب ملک کا اپنا تشخص دوبارہ کیوں حاصل نہیں کر سکتا؟ اور فلسطینی نوجوان جو سب سے زیادہ باہوش، بہادر اور مضبوط عرب نوجوان ہیں اس ظالمانہ حقیقت پر غلبہ کیوں حاصل نہیں کر سکتے؟

ایک اور بڑا مغالطہ یہ تصور ہے کہ ملت فلسطین کے لئے واحد راہ نجات مذاکرات ہیں! مذاکرات کس کے ساتھ؟ طاقت کی زبان کے علاوہ کوئی اصولی بات نہ سمجھنے والی غاصب، منحرف اور شرپسند صیہونی حکومت کے ساتھ؟ جن لوگوں نے اس بچکانہ خیال اور فریب سے خود کو مطمئن کر لیا، انہیں کیا ملا؟ صہیونیوں سے خود مختار انتظامیہ کی شکل میں انہیں جوکچھ ملا اس کی ذلت آمیز اور توہین آمیز ماہیت سے قطع نظر بھی، سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اس کے لئے تقریبا پوری سرزمین فلسطین پر غاصب حکومت کی مالکیت کے اعتراف کی بھاری قیمت ادا کرنا پڑی۔ دوسرے یہ کہ اس نامکمل اور غیر حقیقی حکومت کو بھی مختلف مواقع پر الگ الگ بہانوں سے کچلا جاتا رہا۔ رام اللہ میں یاسر عرفات کو انتظامیہ کی عمارت میں محصور رکھنا اور ان کی طرح طرح سے توہین و تذلیل کوئی ایسا معمولی واقعہ نہیں جسے فراموش کردیا جائے۔ تیسری بات یہ کہ عرفات کا زمانہ ہو یا ان کے بعد کا دور، خود مختار انتظامیہ کے عہدیداروں کے ساتھ صیہونیوں نے اپنے پولیس افسروں جیسا رویہ رکھا۔ ان کا فریضہ فلسطینی مجاہدین کا تعاقب و گرفتاری اور انٹیلیجنس اور پولیس کے اہلکاروں کے ذریعے ان کا محاصرہ کرنا ہے، اس طرح اسرائیل نےفلسطینی گروہوں کے درمیان بغض و عناد کا بیج بو دیا اور انہیں ایک دوسرے کے خون کا پیاسا بنا دیا۔ چوتھی بات یہ کہ چھوٹی موٹی کامیابیاں جو ملیں وہ مجاہدوں کے جہاد اور کبھی شکست قبول نہ کرنے والے غیور عورتوں اور مردوں کی استقامت کی برکت سے ملیں ہیں۔ اگر انتفاضے شروع نہ ہوئے ہوتے تو فلسطین کے روایتی سربراہوں کی پے در پے پسپائی کے باوجود صیہونی انہیں اتنا بھی نہ دیتے۔

امریکہ اور برطانیہ کےساتھ مذاکرات جنہوں نے اس سرطان کو وجود بخشنے اور اس کی حفاظت کرنے کے گناہ عظیم کا ارتکاب کیا؟ جو ثالثی کے بجائے خود فریق ہیں؟ امریکی حکومت نے کبھی بھی صیہونی حکومت حتی حالیہ سانحہ غزہ جیسے اس کے آشکار جرائم کی بے دریغ حمایت بند نہیں کی ہے۔ یہاں تک کہ نئے امریکی صدر بھی جو بش انتظامیہ کی پالیسیوں میں تبدیلی کے نعرے کے ساتھ اقتدار میں آئے ہیں اسرائیل کی سلامتی کے بے قید و شرط عہد کا دم بھرتے ہیں۔ یعنی ریاستی دہشت گردی کا دفاع، ظلم و زیادتی کا دفاع، 22 روزہ جنگ کے دوران سیکڑوں فلسطینی عورتوں، مردوں اور بچوں کے قتل عام کی حمایت۔ یہ بھی بش کے دور کی کجروی ہے، اس سے ہرگز کم نہیں ہے۔

اقوام متحدہ سے وابستہ اداروں سے مذاکرات بھی ایک اور بے نتیجہ روش ہے۔ شائد ہی فلسطین کی مانند کوئی مسئلہ ہو جس میں اقوام متحدہ کا ایسا قلعی کھول دینے اور بدنامی سے دوچار کر دینے والا امتحان ہوا ہو۔

سلامتی کونسل نے گستاخ دہشت گرد گروہوں کے ہاتھوں فلسطین پر غاصبانہ قبضے کو فورا تسلیم کر لیا اور اس تاریخی ظلم کے رونما ہونے اور جاری رہنے کے سلسلے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ اس کے بعد کئی عشروں کے دوران اس (صیہونی) حکومت کی گوناگوں جنگی درائم، دیگر مجرمانہ اقدامات، نسل کشی کی کاروائی اور گھروں کی مسماری پر رضامندانہ سکوت اختیار کیا۔ یہاں تک کہ جب جنرل اسمبلی نے صیہونزم کو نسل پرست قرار دے دیا تو اس کی تائید کرنا تو درکنار عملی طور پر اس (فیصلے) سے ایک سو اسی درجے کا فاصلہ اختیار کر لیا۔ دنیا کے تسلط پسند ممالک جو سلامتی کونسل کی مستقل رکنیت کے مالک ہیں اس عالمی ادارے کو حربے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ سلامتی کونسل نہ صرف یہ کہ دنیا میں قیام امن کے سلسلے میں کوئی مدد نہیں کرتی بلکہ جب بھی انسانی حقوق، جمہوریت اور اس جیسی دیگر باتیں ان (ممالک) کے تسلط و غلبے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں یہ کونسل ان کا ساتھ دیتی ہے اور ان کے غیر قانون کاموں پر دروغ اور فریب کا لبادہ ڈال دیتی ہے۔

اقوام متحدہ، یا تسلط پسند طاقتوں اور بالخصوص صیہونی حکومت کی چاپلوسی اور تملق کے ذریعے فلسطین کو نجات نہیں دلائی جا سکتی۔ نجات کا واحد راستہ استقامت و پائیداری ہے۔ فلسطینیوں کا اتحاد اور کلمہ توحید ہے جو جہادی تحریک کا لا متناہی ذخیرہ ہے۔ اس استقامت و پائیداری کے ستون، ایک طرف فلسطین کے اندر اور باہر مجاہد فلسطینی تنظیمیں اور فلسطین کے مومن و مجاہد عوام ہیں تو دوسری جانب پوری دنیا کی مسلم قومیں اور حکومتیں بالخصوص علما و دانشور، سیاسی شخصیات اور یونیورسٹیوں سے وابستہ افراد ہیں۔ اگر یہ دونوں مستحکم ستون اپنی جگہ پر قائم رہیں تو بلا شبہ بیدار ضمیر، ذہن اور فکریں جو سامراج و صیہونزم کے میڈیا کے مسحورکن پروپیگنڈوں سے مسخ نہیں ہوئے ہیں دنیا کے ہر گوشے سے صاحب حق اور مظلوم کی مدد کے لئے آگے آئیں گے اور سامراجی نظام کو ان کے افکار و نظریات، جذبات و احساسات اور عمل و اقدامات کے ایک طوفان کا سامنا کرنا ہوگا۔

اس حقیقت کا ایک نمونہ غزہ کی حالیہ پر شکوہ استقامت و پائیداری کے ایام میں ہم سب نے دیکھا۔ ذرائع ابلاغ کے کیمروں کے سامنے ایک عالمی امداد رساں ادارے کے مغربی سربراہ کا گریہ، انسان دوستانہ امداد کی تنظیموں کے کارکنوں کے ہمدردی کے بھرے بیانات، یورپی دار الحکومتوں اور امریکی شہروں میں عوام کے عظیم جذباتی مظاہرے، لاطینی امریکہ کے کچھ ملکوں کے سربراہوں کے شجاعانہ اقدامات، یہ سب اس بات کی علامت ہے کہ غیر مسلم دنیا پر بھی ابھی فساد و شر کی موجب طاقتوں کا مکمل غلبہ نہیں ہو سکا ہے جنہیں قرآن میں شیطان کہا گیا ہے۔ اب بھی حقیقت کی جلوہ نمائی کے لئے مواقع موجود ہیں۔

جی ہاں، فلسطین کے عوام اور مجاہدین کا صبر و ضبط، استقامت و پائیداری اور تمام اسلامی ممالک سے ان کی ہمہ جہتی امداد و حمایت فلسطین پر غاصبانہ قبضے کے شیطانی طلسم کو چکناچور کر دے گی۔ مسلم امہ کی

عظیم توانائیاں سب سے گرم اور فوری مسئلہ فلسطین سمیت عالم اسلام کی تمام مشکلات کو حل کر سکتی ہیں۔

میرا خطاب پوری دنیا کے مسلمان بھائیوں اور بہنوں اسی طرح ہر ملک و ملت کے بیدار ضمیروں سے ہے۔ آپ ہمت سے کام لیجئے اور صیہونی مجرموں کے تحفظ کے طلسم کو توڑ دیجئے۔ غزہ کے المئے کے ذمہ دار صیہونی حکومت کے سول اور فوجی عہدہ داروں کو عدالت کے کٹھرے میں کھینچ لائیے اور انہیں اس کیفر کردار تک پہنچائیے جو عدل و عقل کا تقاضا ہے۔ یہ پہلا قدم ہے جو اٹھایا جانا چاہئے۔ صیہونی حکومت کے سول اور فوجی حکام پر مقدمہ چلایا جانا چاہئے۔
اگر مجرم کو سزا مل جائے تو جرم کا جنون رکھنے والوں کے لئے حالات ناسازگار ہو جائیں گے۔ بڑے جرائم کے ذمہ داروں کو آزاد چھوڑ دینا مزید جرائم کی ترغیب او حوصلہ افزائی کے مترادف ہے۔ اگر امت مسلمہ نے تینتیس روزہ جنگ لبنان اور ان دہشت ناک واقعات کے بعد المئے کے ذمہ دار صیہونیوں کی سزا کا پوری سنجیدگی سے مطالبہ کیا ہوتا، اگر افغانستان میں بارات کو خاک و خوں میں غلطاں کر دئے جانے، عراق میں بلیک واٹر کے جرائم کے (افشاء) کے بعد اور ابو غریب نیز دیگر مقامات پر امریکی فوجیوں بدنام زمانہ اقدامات کے بعد حق کا مطالبہ کیا ہوتا تو آج ہم غزہ میں کربلا کا منظر نہ دیکھتے۔
ہم مسلم حکومتوں اور قوموں نے ان واقعات کے سلسلے میں اپنے فریضے پرجو عقل و انصاف کا تقاضا تھا، عمل نہیں کیا تو اس کا نتیجہ آج ہماری نظروں کے سامنے ہے۔
بڑے افسوس کی بات ہے کہ دنیا کی بعض حکومتیں اور سیاسی شخصیات اخلاقی اصولوں اور انسانی ضمیر کے فیصلے کی بات کرتی ہیں۔ (لیکن) غزہ میں بائیس دنوں کے دوران ساڑھے تیرہ سو سے زائد افراد کا قتل عام اور تقریبا ساڑھے پانچ ہزار بے بس عوام اور بچوں کا زخمی ہو جانا ان کے لئے کوئی بڑی بات ہی نہیں ہے۔ قاتلوں اور مجرموں کو سزا دینا تو در کنار انعامات سے نوازا جا رہا ہے۔ سفاک (صیہونی) حکومت کی سلامتی گویا کوئی ملکوتی شئی ہے جس کا ہر حالت میں دفاع ضروری ہے۔ جبکہ مظلوم، خواہ وہ حکومت ہو جو عوامی انتخاب سے بر سر اقتدار آئی ہے یا وہ عوام ہوں جنہوں نے اسے منتخب کیا ہے مورد الزام اور ملامت قرار پاتے ہیں۔ یہ اس سیاست کا فیصلہ ہے جسے اخلاقیات اور ضمیر و جذبات سے کوئی نسبت نہیں ہے اور جس کا ان چیزوں سے راستہ ہی الگ ہے۔ یہ حکومتیں جب رای عامہ میں اپنے لئے شدید نفرت کا مشاہدہ کرتی ہیں تو اس کی بالکل نمایاں وجہ اور سبب پر نظر ڈالنے کے بجائے پھر سیاست بازی کی کوشش کرتی ہیں اور یہ معیوب سلسلہ اسی طرح جاری رہتا ہے۔
تمام عالم اسلام میں آباد میرے بھائیو اور بہنو! آپ تجربات سے سبق حاصل کیجئے۔
اسلامی بیداری کی برکت سے اس وقت ہماری قوم عظیم قوت کی مالک بن چکی ہے۔ مسلم ممالک کے بے شمار مسائل کا حل اس حیرت انگیز مجموعے کے اتحاد و بلند ہمتی پر موقوف ہے، جبکہ مسئلہ فلسطین عالم اسلام کا سب سے ہنگامی مسئلہ ہے۔
کبھی کبھار یہ بھی سننے میں آتا ہے کہ فلسطین تو ایک عرب مسئلہ ہے۔ اس سے مراد کیا ہے؟ اگر مراد یہ ہے کہ عربوں میں زیادہ قرابت داری کے جذبات پائے جاتے ہیں اور وہ زیادہ خدمت اور جد و جہد پر مائل ہیں تو یہ مستحسن چیز ہے اور ہم اس کی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ لیکن اگر مراد یہ ہے کہ بعض عرب ممالک کے سربراہ فلسطینی عوام کی "اے مسلمانوں" کی فریاد پر کوئی توجہ نہ دیں اور غزہ کےالمئے جیسے معاملات میں غاصب و ظالم دشمن سے تعاون کریں اور دوسروں پر جو اپنی ضمیر کی آواز سن کر مضطرب ہیں، غرائیں کہ آپ غزہ کی مدد کیوں کر رہے ہیں تو پھر اس صورت میں کوئی مسلمان، غیور و باضمیر عرب اس بات کو قبول نہیں کرےگا اور اس کے کہنے والے کو سرزنش اور مذمت سے معاف نہیں رکھے گا۔ یہ تو وہی "اخزم" والی بات ہو گئی جو اپنے

باپ کی پٹائی کرتا تھا اور اگر کوئی مداخلت کرتا تو اسے پہاڑ کھانے کو دوڑتا، اس کے بعد اس کا بیٹا اپنے دادا کو لات اور مکوں پر رکھ لیتا تھا۔ یہیں سے عربی زبان میں ایک مثل رائج ہو گئیہ
انَّ بَنيَّ رمّلوني بالدّم شِنشِنةٌ اعرفُها من اخزَم
فلسطینی عوام کی ہمہ جہت مدد و مکمل حمایت تمام مسلمانوں کے لئے واجب کفائی ہے۔ جو حکومتیں اسلامی جمہوریہ ایران اور بعض دیگر مسلمان ممالک پر فلسطین کی مدد کی وجہ سے اعتراض کرتی ہیں، وہ خود بڑھ کر امداد و حمایت کی ذمہ داری سنبھال لیں تو دوسروں سے یہ اسلامی فریضہ ساقط ہو جائے۔ اور اگر ان کے پاس اس کی ہمت و توانائی و جرئت نہیں ہے تو بہتر ہوگا کہ کیڑے نکالنے اور قانون شکنی کے بجائے دوسروں کے ذمہ دارانہ اور شجاعانہ اقدامات کی قدر و قیمت کو پہنچانیں۔
حاضرین محترم، آپ لوگ جنہوں نےاس کانفرنس میں شرکت فرمائی ہے، مسئلہ فلسطین کے سلسلے میں صاحب نظر ہیں۔ آج ہمارا فریضہ ماضی کے ناکام نظریات اور باتوں کو دہرانا نہیں بلکہ ایسا حل پیش کرنا ہے جو فلسطین کو صیہونی حکومت کے ظلم و ستم سے نجات دلا سکے۔ ہماری تجویز جمہوریت کے تقاضوں پر پوری اترتی ہے اور عالمی رای عامہ کا بھی مشترکہ مطمح نظر ہو سکتی ہے۔ وہ تجویز یہ ہے کہ فلسطین کی سرزمین پر حق رکھنے والے تمام افراد بشمول مسلمان، عیسائی و یہودی، ایک ریفرنڈم میں شریک ہوکر اپنے (مطلوبہ) نظام کا ڈھانچہ طے کریں۔ اس ریفرنڈم میں وہ فلسطینی بھی شرکت کریں جنہوں نے سالہا سال تک بے وطنی کی مشقتیں برداشت کی ہیں۔
مغربی دنیا کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس راہ حل کو قبول نہ کرنا، جمہوریت کا پاس و لحاظ نہ رکھنے کی علامت ہے جس کا وہ ہر لمحہ دم بھرتے رہتے ہیں۔ یہ بھی ان کے لئے قلعی کھول دینے والا امتحان ثابت ہوگا۔
اس سے قبل بھی ان کا امتحان فلسطین میں ہوا جب غرب اردن اور غزہ کے علاقے کے انتخابات کے نتیجے کو جو حماس کےبر سر اقتدار آنے کی صورت میں نکلا، قبول کرنے سے انہوں نے انکار کر دیا۔ جو لوگ جمہوریت کو صرف اس صورت میں قبول کرتے ہیں، جب تک اس کے نتائج ان کے حسب منشاء ہوں، در حقیقت جنگ پسند اور مہم جو ہیں۔ اب اگر وہ امن و آشتی کی بات کرتے ہیں تو وہ دروغ اور جھوٹ کو علاوہ کچھ نہیں۔
اس وقت غزہ کی تعمیر نو کا مسئلہ فلسطین کے ہنگامی ترین مسائل میں ہے۔ حماس کی حکومت جو واضح اکثریت سے اقتدار میں آئی ہے اورصیہونی حکومت کو شکست سے دوچار کر دینے والی جس کی استقامت کی داستان فلسطین کی گزشتہ سو سال کی تاریخ کا سب سے سنہری باب ہے، اسے تعمیر نو سے متعلق تمام سرگرمیوں اور اقدامات کا محور ہونا چاہئے۔ مناسب ہوگا کہ مصری بھائی امداد کے لئے راستوں کو کھول دیں اور مسلم ممالک اور قوموں کو اس اہم ترین عمل میں اپنا فریضہ پورا کرنے دیں۔
آخر میں 22 روزہ جنگ کے شہداء کو خراج عقیدت و تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے اپنے خون سے فلسطین اور غزہ کو عالم اسلام و عالم عرب کی عزت و سربلندی اور وقار میں تبدیل کر دیا۔ میں ان کے لئے رحمت و بخشش کی دعا کرتا ہوں۔ اور فلسطین و لبنان و عراق و افغانستان کے شہیدوں، تمام شہدائے اسلام اور حضرت امام (خمینی رہ) کی روح مطہرہ پر درود و سلام بھیجتا ہوں۔
خدا وند متعال کی بارگاہ میں اسلام و مسلمین کے عز و وقار، مسلم اقوام کی ایک دوسرے سے زیادہ سے زیادہ قربت اور عالم اسلام کی روز افزوں ترقی وبیداری کی دعا کرتا ہوں۔
والسلام علیکم و رحمۃاللہ و برکاتہ